تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ
بنت حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلۡمُحۡسِنٰتِ مِنۡکُنَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا (الاحزاب:30)

یقیناً اللہ نے تم میں سے حُسنِ عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

آپ کی ذات تھی تحریک، تموُّج، طوفاں
آپ کو زندگی کرنے کا ہنر آتا تھا
خوبصورت تھا بہت خدمتِ دیں کا انداز
آپ کے پاس جو آتا تھا سنور جاتا تھا

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے "سیرت سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ"

محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ 27 جولائی 1922ء کو قادیان میں حضرت امّاں جانؓ کے چھوٹے بھائی حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ حضرت سیدہ صالحہ بیگمؓ (المعروف حضرت اُمّ داؤد) تھیں جو حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانویؓ کی پوتی اور حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ موجد قاعدہ یسرنا القرآن کی صاحبزادی تھیں۔ والدین دونوں ہی نمایاں اوصافِ حمیدہ کی حامل بزرگ ہستیاں تھیں۔

سولہ سال کی عمر میں محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس وقت تک آپ قرآن کریم لفظی ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ مکمل پڑھ چکی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان میں دینیات کلاس کا اجرا کیا تھا۔ میٹرک کے بعد آپا سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ نے اِس میں داخلہ لیا۔ چھ سالہ کورس اعلیٰ نمبروں میں پاس کر کے "علیمہ" کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کی شادی 30 دسمبر 1949ء میں محترم میجر سیّد سعید احمد صاحب کے ساتھ ہوئی۔ آپ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ نے 28 دسمبر کو جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کے موقع پر پڑھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مہندی لگانے کے لیے آپ کو قیام گاہ مستورات سے بلایا گیا۔ آپ نے شادی کے دن تک جلسہ کی ڈیوٹی دی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا جن میں

1۔ مکرمہ سیّدہ لُبنیٰ حبیب زوجہ مکرم میر حبیب احمد صاحب (سابق ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی)
2۔ مکرمہ سیّدہ امۃ الکافی زوجہ مکرم مرزا عمر احمد صاحب مرحوم (سابق نائب صدر عمومی)
3۔ مکرمہ سیّدہ امۃ الباسط ماریہ زوجہ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب (ناظر اعلیٰ ربوہ)
4۔ مکرم سید جلید احمد صاحب پرنسپل نصرت جہاں کالج ربوہ
5۔ مکرم سید حسین احمد صاحب مربّی سلسلہ

سامعین! آپا سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ اپنی والدہ حضرت سیّدہ اُمِّ داؤد صاحبہؓ کی نگرانی میں لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں بڑے شوق اور محنت و جانفشانی سے حصہ لیتی تھیں۔ قادیان میں اور بعد میں رتن باغ لاہور اور پھر ربوہ میں آکر آپ لجنہ مرکزیہ کے اہم شعبوں کا کام انجام دیتی رہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سعادت اپنے زورِ بازو سے حاصل نہیں ہوتی جب تک خدائے رحیم و کریم کا فضل نہ ہو۔

آپ کا مزاج ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر کے کام کرنے والا تھا۔ آپ مربیان اور دیگر عہدیداران کی بہت عزت کرتی تھیں اور اُن سے رہنمائی بھی حاصل کرتیں اور دُعا کے لیے خطوط بھی لکھا کرتی تھیں۔ خاکسار جب لاہور میں مربّی ضلع تھا اور دارالذکر میں مقیم تھا تو بھی آپ نے دُعا اور تعاون کے لیے خطوط لکھے۔ اپنی عاملہ کے اجلاس میں بھی ہدایت کرتیں کہ اپنے حلقہ جات کے مربیان کرام سے اجلاسات میں تقاریر کروائیں۔ فروری 1946ء میں پاکستان کے ملکی الیکشن میں احمدی خواتین نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ کی ڈیوٹی محلہ ناصر آباد کی خواتین ووٹرز کی تربیت پر لگائی گئی۔ اس کے بعد ایک 10 رکنی کمیٹی بنائی گئی جس کی آپ ممبر رہیں۔ 1946ء میں مرکزی عاملہ قادیان میں آپ نے سیکرٹری ناصرات کے طور پر خدمت انجام دی۔ لاہور کی مستورات کے لیے دینی تعلیم کی کلاس کا اجراء ہوا جس میں آپ نے بھی پڑھایا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے خاص مہربانی فرماتے ہوئے لڑکیوں کو نشانہ بازی کی ٹریننگ دی جو کہ کوٹھی رتن باغ کی چھت پر کچھ عرصہ جاری ہیں۔ اِن خواتین میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ 1949ء میں ربوہ میں ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ کے انتظامات میں آپ حضرت سیّدہ اُم داؤد کی نائبہ تھیں۔ آپ کو صدر لجنہ اماء اللہ لاہور شہر اور ضلع لاہور کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔

سامعین! آپ کی صاحبزادی محترمہ امۃ الکافی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ

"حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ یعنی حضرت اماں جانؓ کو سب لوگ ہی اماں جانؓ کہتے ہیں لیکن امی کی پھوپھی اور رضاعی دادی بھی تھیں۔ اس لیے امی انہیں پھوپھی اماں کہا کرتیں اور بتایا کرتی تھیں کہ وہ اکثر امی کو مخاطب کر کے فرماتیں "ماں بیٹی الگ ذات، پھوپھی بھتیجی ایک ذات" امی کو اللہ کے فضل سے حضرت اماں جانؓ کی خدمت کی بھی توفیق ملی جس کا آپ بہت خوشی سے اظہار کرتی تھیں۔"

(خدیجہ شمارہ نمبر 1-2013ء)

خلفائے سلسلہ کے ساتھ محبت اور عقیدت آپ کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ آپ ہر اہم کام سے پہلے اور بعد میں بھی خلیفۂ وقت کو ضرور دُعا کے لیے خط لکھتیں۔ آپ کو لجنہ اور خاص طور پر نوجوان بچیوں کے پردے کی بہت فکر رہتی اور اس سلسلہ میں بھی خلیفۂ وقت کو دعا کے لیے خط لکھا کرتی تھیں۔ مکرم سید سعید احمد صاحب اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کی وفات کے بعد ذکرِ خیر کرتے ہوئے روزنامہ "الفضل" ربوہ 20/جون 1997ء میں تحریر کرتے ہیں کہ

"مرحومہ ساری زندگی دینی شِعار پر قائم رہیں اور برقعہ پوشی ہر حال میں اپنائی حتّٰی کہ مشترکہ تقریبات میں بھی برقعہ پہن کر حصہ لیتی رہیں اور آپ پردہ پر اعتراض کرنے والوں کو اس مؤثر رنگ میں تعلیم پیش کرتیں کہ دوسری عورتیں فوراً قائل ہو جاتیں۔"

1982-1984ء میں لاہور میں ہونے والی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی سوال وجواب کی محافل کا انتظام آپ بخوبی کیا کرتی تھیں۔ 1984ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آڈیو کیسٹ کی کاپیاں تیار کروا کر لجنہ میں تقسیم کرنا اور انہیں سنانے کا انتظام کرنا، کمزور گھرانوں کو پیش نظر رکھ کر اُن تک یہ کیسٹس پہنچانا ان سب کاموں میں آپ بہت محنت سے کام کرتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کے دوران آپ کا ذکر بھی فرمایا اور آپ کی غیر معمولی خدماتِ دین کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپؒ فرماتے ہیں: "لاہور کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ لاہور میں تمام پاکستان سے زیادہ غیر معمولی طور پر خدمت سرانجام دی ہے اور اس کا سہرہ ہماری مرحومہ آپا بشریٰ کے سر بھی ہے۔ بڑی خاموش خدمت کرنے والی تھیں۔ آخری سانس تک آپ نے خدمت کی۔ دعاؤں کے لیے خط لکھا کرتی تھیں کہ خدا کے لیے میرے لیے دعا کریں کہ میری جان اس کام میں نکلے اور اِسی کام میں اُن کی جان نکلی۔ بیماریوں نے ستایا ہوا تھا الہام اور خوابیں

آچکی تھیں کہ تم مرنے لگی ہو لیکن مجھے دُعا کے لیے لکھتی تھیں کہ مرتے دم تک میری اسلام کی راہ پر میری جان نکلے۔ اس کے سوا میری کوئی اور تمنا نہیں۔ مَیں موت کے لیے تیار بیٹھی ہوں اور جس سال انہوں نے مجھے اپنی رؤیا لکھی اُسی سال اُن کی وفات ہوئی اور خدمت کرتے ہوئے ہوئی۔"

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یو کے 1997ء)

سامعین! آپ دعوت الیٰ اللہ کے پروگراموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ صد سالہ جشنِ تشکر کے پروگرام کی ایک اہم شق قرآن کریم کو ترجمے کے ساتھ سیکھنا بھی تھی۔ آپ نے قرآن کریم باترجمہ پڑھنے کے پروگرام مرتب کیے۔ ترجمے والے قرآن اور کیسٹس لجنہ میں پہنچائے۔ آپ لجنہ کے ساتھ بہت نرمی اور عاجزی سے پیش آتی تھیں۔ ہر ایک کو دینی کام میں شامل کرنے کی کوشش کرتیں۔ احمدی طالبات کی خوب حوصلہ افزائی کرتیں۔ جماعتی اشیاء اور جماعتی اموال میں بہت احتیاط سے کام لیتی تھیں۔

سامعین! آپ اپنے دورہ جات کے دوران لجنہ کے گھروں میں بیمار کا حال پوچھنے یا اگر کسی کی وفات ہوئی ہوتی تو وہاں تعزیت کے لیے ضرور جاتیں۔ کسی کو مالی مدد کی ضرورت ہوتی تو اُس کی مالی مدد بھی کرتیں نہایت حلیم الطبع تھیں کسی کی تکلیف سن کر بے چینی سے آبدیدہ ہو جایا کرتی تھیں خصوصاً کسی بچی کے گھریلو حالات خراب ہوتے تو پوری کوشش کرتیں کہ کسی طرح حالات ٹھیک ہو جائیں۔ نئے سال کی آمد پر نوافل ادا کرتیں، خلفاء سلسلہ کو دعائیہ خطوط لکھتیں اور اکثر رشتہ داروں کے گھر جا کر کھڑے کھڑے نئے سال کی مبارک دیتیں۔ آپ گھر کی صفائی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ آپ کو ڈائری لکھنے کی عادت تھی۔ آپ کی ڈائریوں میں چھوٹی چھوٹی بے شمار باتیں درج ہیں۔ مختلف کھانوں کی تراکیب ڈائری میں نوٹ کرتیں بعض دیسی نسخے اور ٹوٹکے بھی لکھتی تھیں۔ آپا سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ شادی شدہ عورتوں کے لئے بھی نمونہ تھیں۔ آپ بہت صابر وشاکر اور فرمانبردار بیوی تھیں۔ دورے پر جاتیں لیکن پوری کوشش ہوتی کہ مغرب تک گھر واپس پہنچ جائیں کیونکہ آپ کے میاں کو یہ پسند نہیں تھا کہ دیر سے واپس آئیں اور وہ قطعاً نہیں کہتی تھیں کہ اگر دیر بھی ہوگئی تو کیا ہے لجنہ کے دورے پر ہی گئی تھی۔ آپ ان کے لئے بھی نمونہ ہیں جو خدمت دین کے وقت گھریلو مصروفیات کے عذر تراشتی ہیں۔

آپ کو اپنے والد حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ سے بے حد محبت تھی۔ آپ بیان کیا کرتی تھیں کہ 17 مارچ 1944ء اُن کی یوم وفات سے لے کر 31 اگست 1947ء تک جب تک کہ مستورات کا قافلہ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور آگیا آپ روزانہ اپنے والد صاحب کی قبر پر دعا کرنے بہشتی مقبرہ جایا کرتی تھیں۔ اپنے والد محترم سے متعلق بہت سی یادداشتیں آپ نے اپنی ڈائری میں تحریر کر رکھی تھیں۔ ربوہ میں بھی بہشتی مقبرہ جایا کرتیں اور اپنے ساتھ شروع میں اپنے بچوں کو اور بعد میں اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو بھی ساتھ لے کر جاتیں تاکہ اُن کی بھی تربیت ہو کہ اپنے بزرگوں کی قبروں پر دعا کے لیے جانا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث کی محبت آپ کو اپنے والد محترم سے ورثہ میں ملی تھی۔

قادیان سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ آپ کے صاحبزادے مکرم سیّد حسین احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت مصلح موعودؓ کی آخری بیماری میں جب امی جان حضور کی ملاقات کو جاتیں تو حضور بستر پر لیٹے ہوتے..... امی جان قریب ہو کر سلام عرض کرتیں۔ حضورؓ فرماتے بشریٰ! تم ہمارے ساتھ قادیان چلو گی۔ ہم بچے اُس وقت قریب ہی ہوتے اُس وقت قادیان کی محبت کا ہمیں اندازہ نہ تھا۔ اب جب خود گئے تو اس پیاری بستی کے مقام اور اہمیت کا اندازہ ہوا۔ قادیان کے قیام کے دوران امی جان نے ہمیں دار المسیح، اپنے بچپن کا گھر یعنی الصُفّہ، لنگر خانہ، دارالانوار، مدرسہ احمدیہ، بہشتی مقبرہ سب مقامات دکھائے اور واقعات سنائے حتیٰ کہ منارۃ المسیح کی سیڑھیاں چڑھ کر ہمیں اوپر بھی لے گئیں۔"

سامعین! آپ کی زندگی خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق کی چھاپ تھی۔ آپ ہمیشہ خدا کی رضا کو پیش نظر رکھتیں۔ بچوں نے جب بھی کہانی سننے کی خواہش کی تو ہمیشہ انبیاء، خلفاء اور صحابہ کے واقعات بیان کئے۔ خلافت سے تعلق مضبوط کرنے کے لئے، جب بھی بچے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتیں کہ سب سے پہلے حضرت صاحب کے لئے دعا کرو۔ اپنی نمازیں تو باوضو کھڑے ہو کر خاص توجہ اور التزام سے ادا کرتیں اور بچوں کی نمازوں اور وضو پر بھی خاص نظر تھی۔ اگر کوئی بچہ جلدی جلدی نماز پڑھ لیتا تو دوبارہ پڑھواتیں۔ آپ خود ہمیشہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرتیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتیں۔ آپ کی اس خوبی کا ذکر ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی کیا تھا کہ خاندان میں کوئی شادی کی تقریب تھی سب عورتیں بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھیں، مَیں نے دیکھا کہ آپا بشریٰ نظر نہیں آرہیں۔ تھوڑی

دیر بعد آپا خاموشی سے آکر عورتوں میں بیٹھ گئیں۔ ساری خاندان کی عورتیں تھیں۔ مَیں نے پوچھا "آپا جان آپ کہاں تھیں؟" تو کہنے لگیں "نماز پڑھنے گئی تھی" حضورؒ نے فرمایا کہ "آپا جان کی بہت بڑی خوبی تھی کہ نماز کے وقت وہ کسی مجبوری کو نہیں آنے دیتی تھیں"

(خدیجہ۔ جرمنی شمارہ 1-2013ء صفحہ 333)

سامعین! جیسا کہ خاکسار اوپر کہہ آیا ہے کہ مجھے قریباً آٹھ سال کے لگ بھگ دارالذکر گڑھی شاہو لاہور میں بطور مربّی ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ جہاں لجنہ اماء اللہ لاہور شہر و ضلع کا مرکزی دفتر بھی تھا۔ آپ قریباً روزانہ ہی دفتر آتیں جس کی وجہ سے روزانہ دفتر کھلتا اور پورے لاہور سے خدمت گزار خواتین اِن کی وجہ سے دفتر آتیں اور روز کا کام روز کرتیں۔ مَیں اگر یہ کہوں کہ لجنہ کا باقاعدہ دفتر آپ کے دور میں Establish ہوا تو غلط نہ ہوگا۔ جب کام بڑھا تو آپ نے ادھیڑ عمر کی ایک ممبر لجنہ مسز انیسہ حبیب کو انچارج دفتر کے طور پر مقرر کیا جو صبح دفتر کھولتیں اور وہ سارا دن لاہور ضلع کی صدرات اور ممبراتِ عاملہ کو ہاتھ سے خطوط لکھا کرتیں۔ ہم اِن کو باجی انیسہ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ اپنے دفتر سے اُٹھ کر مربّی ہاؤس آجایا کرتی تھیں ایک دن کہنے لگیں کہ آج ڈاک بہت زیادہ تھیں جواب لکھ لکھ کر تھک گئی ہوں۔ مَیں نے کہا کہ فوٹو کاپی کروا لیا کریں تو کہنے لگیں کہ صدر صاحبہ آپا بشریٰ پسند نہیں کرتیں کہ فوٹو کاپی کروانے پر جماعت کا خرچ ہو۔ گویا جماعت کے پیسہ کی بھی آپا بشریٰ محافظ تھیں۔ اپنے دفتر جانے سے قبل اکثر مربّی ہاؤس آجاتیں بچوں کو پیار دیتیں اور مجھے سلام کہہ کر دعا کی درخواست کر جاتیں۔ ہمارے ساتھ فیملی مراسم اُستوار ہو چکے تھے لیکن اپنے پردے کا پورا پورا خیال رکھا۔ آپ ہر جگہ پردہ میں نظر آئیں۔ ایک دفعہ مَیں اپنی فیملی کے ساتھ آپ کے گھر گیا تو باہر کا گیٹ کھولنے کے لئے آئیں تو باپردہ تھیں۔ اکثر مشورہ کرنے مربّی ہاؤس آجاتیں۔ علم دوست اور صاحب الرائے خاتون تھیں۔ لجنہ کے ذرائع آمد و رفت بھی بہت کم تھے۔ آج کی طرح گاڑیاں بھی نہ تھیں مگر ادھیڑ عمری میں سخت اور دشوار ترین حالات کے باوجود خاموشی سے، بغیر کوئی شکوہ زبان پر لائے مصروفِ عمل رہتیں۔ تمام ممبراتِ لجنہ سے محبت اور شفقت سے پیش آتیں۔ تمام ممبرات آپ کو "آپا" کہہ کر پکارتیں اور آپ سے محبت بھی کرتیں تھیں۔ ایک واقعہ سنا کر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔ جب ایم ٹی اے کا اجراء ہوا اور دارالذکر میں پہلی ڈِش لگی تو مرد حضرات تو لاہور بھر سے حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا خطبہ جمعہ لائیو سُننے کے لئے دارالذکر اُمڈ آئے تو آپ کی خوشی دیدنی تھی۔ آپ نے پورے ضلع سے خواتین کو لائیو خطبہ سننے کے پیغامات بھجوائے اور کئی مہینوں تک ہر جمعہ کے روز نگرانی کرتیں اور خود نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد دفتر میں ہی انتظار کر کے پیارے حضور کا خطبہ سُن کر جاتیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ آمین

ساری زندگی خدمتِ دین اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے جان نثاری سے کام کرنے والی اس عظیم شخصیت نے 22مارچ 1997ء کو لاہور میں وفات پائی۔ وفات کے روز بھی دعوتِ الی اللہ کے سلسلہ میں کسی دور کے دیہات میں جانے کے لیے تیار ہوئیں۔ آپ کے خاوند میجر صاحب نے آواز دی کہ ڈرائیور تیار ہے لیکن جب دیکھا تو آپ اپنے خالقِ حقیقی کے پاس جا چکی تھیں۔

22مارچ 1997ء ہی کو آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

خوش دلی اور بشاشت تھے تمہارے اوصاف
سادگی اور نفاست سے پیارے اوصاف
آپ کی ذات ہر اک رخ سے حسیں تھی بے حد
بے تکاں جود و عنایت سے تمہارے اوصاف

(امۃ الباری ناصر)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)